

## حیاتِ نبویؐ میں اجتہاد

ڈاکٹر عرفان خالد ڈھلوں ☆

حیاتِ نبویؐ میں کسی شخص کے اجتہاد کے جواز پر علمائے اصول کا اختلاف ہے۔ ان کا ایک قلیل گروہ اس کی مطلق ممانعت کا قائل ہے جن میں ابو علی محمد بن عبد الوہاب جبائیؒ معتزلی (م ۳۰۳ھ) اور ان کے بیٹے ابو ہاشم عبدالسلام جبائیؒ معتزلی (م ۳۲۱ھ) وغیرہ شامل ہیں۔ ان کی رائے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں صحابہ کرامؓ خواہ آپ کے پاس تھے یا دور، کسی کو اجتہاد کی اجازت نہیں تھی (۱)۔ ان اصولیین کے چند اہم دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

- ۱۔ حیاتِ نبویؐ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی مسئلہ کا حکم معلوم کرنا ایک مجتہد کے لیے ممکن تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کیے بغیر اور ہٹ کر اجتہاد کرنا جائز نہیں ہے۔
- ۲۔ اجتہاد کا حکم غالب گمان پر ہوتا ہے، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے والا حکم بنی بروجی اور قطعی ہے۔ وحی اور قطعی علم سے انحراف کر کے گمان اور ظن کی طرف رجوع جائز نہیں ہے۔ ایسا کرنا نص اور اجماع کو چھوڑ کر قیاس سے کام لینا اور قوی ترین کو ترک کر کے کمزور ترین کی طرف جانے کے مترادف ہے۔
- ۳۔ اجتہاد میں غلطی کا امکان ہے، جبکہ نص غلطی سے محفوظ ہے۔ حیاتِ نبویؐ میں ایک شخص نص سے حکم معلوم کرنے پر قادر ہوتا ہے۔ محفوظ راستہ پر چلنے کی قدرت رکھنے کے باوجود پُر خطر راستہ پر چلنا عقلاً فتنج ہے اور فتنج کو عقل ناجائز قرار دیتی ہے۔
- ۴۔ صحابہ کرامؓ مسائل کا شرعی حکم معلوم کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اگر اجتہاد کی اجازت ہوتی تو وہ آپ کی طرف مراجعت نہ کرتے اور ان کے اجتہادات نقل ہوتے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد ہونے والے اجتہادات صحابہؓ منقول ہیں۔
- ۵۔ عہدِ نبویؐ میں وقوعِ اجتہاد کے دلائل اخبارِ آحاد (۲) ہیں اور اخبارِ آحاد مسائلِ قطعیہ میں حجت نہیں ہیں۔

☆ ریسرچ ایسوسی ایٹ، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

۶۔ اگر خبر واحد کو حجت مانا جائے تو یہ صرف اس کے لیے حجت ہے جس کے حق میں وارد ہوئی ہے۔ خبر واحد کی حجیت میں عموم نہیں ہے۔  
جمہور اصولیین کی رائے

جمہور علمائے اصول کے نزدیک حیاتِ نبویؐ میں صحابہ کرامؓ کو اجتہاد کی اجازت تھی اور اس عہد میں صحابہؓ کے اجتہادات وقوع پذیر بھی ہوئے تھے۔ البتہ مجوزین اس مسئلہ کی تفصیل میں اختلاف رکھتے ہیں:

پہلی رائے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعید رہنے والے صحابہ کرامؓ کو اجتہاد کی اجازت تھی لیکن آپ کے پاس موجود صحابہؓ کو اس کی اجازت نہیں تھی (۳)۔ یہ رائے شافعی علماء ابن الصباغ (م ۴۷۷ھ) اور امام غزالیؒ (م ۵۰۵ھ) کی ہے۔ امام جوینیؒ (م ۴۷۸ھ) بھی اسی طرف میلان رکھتے ہیں۔ ان علماء کے چند اہم دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دُور مجتہد صحابی کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی مسئلہ میں قطعی اور یقینی علم کا ادراک و حصول مشکل تھا۔ اگر دُور رہنے والے مجتہد کو اجتہاد کی اجازت نہ ہوتی اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات تک مسئلہ کا حکم مؤخر کر دیتا تو اس سے انسانی مصالح کا نقصان ہوتا۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعید صحابہ کرامؓ کے اجتہادات کے جواز پر حضرت معاذ بن جبلؓ کا واقعہ بطور دلیل موجود ہے جو حضرت معاذؓ کے بعض اصحاب سے روایت کیا گیا ہے۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی ہی میں اجتہاد کے جواز پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن العاصؓ کو بعض مقدمات کا فیصلہ کرنے کا حکم دیا تھا (۴) اور حضرت عقبہ بن عامرؓ کو بھی ایک جھگڑے کا فیصلہ کرنے کا حکم دیا تھا (۵)، تو امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث معاذؓ مشہور روایت ہے، امت نے اسے قبول کیا ہے جبکہ دوسری روایات اخبارِ آحاد ہیں جو ثابت نہیں ہیں۔ اگر وہ ثابت ہوں بھی تو احتمال ہے کہ یہ ان دونوں صحابہؓ کے لیے خاص ہوں یا کسی معین واقعہ کے لیے ہوں (۶)۔ کتنے فاصلے کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دوری شمار کیا جائے؟ اس بارے میں امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ جو صحابی ایک فرسخ (۷) اور اس سے زیادہ فاصلہ پر ہوتا، وہ اجتہاد سے کام لیتا تھا (۸)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعید صحابہؓ کے لیے اجتہاد کے جواز میں بھی اصولیین کی دو آراء ہیں: بعض اسے مطلق جائز قرار دیتے ہیں اور بعض کے نزدیک حیاتِ نبویؐ میں صرف ان کو

اجتہاد کی اجازت تھی جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قاضی یا والی بنا کر دوسرے علاقوں کی طرف مبعوث فرمایا تھا۔

دوسری رائے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اجتہاد کی اجازت تھی اور صرف اس صحابی کو اجتہاد کی اجازت تھی جسے آپ نے ایسا کرنے کا حکم دیا تھا (۹) جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذؓ کو محصورین بنو قریظہ کا فیصلہ کرنے کا حکم دیا تھا (۱۰)۔ البتہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی کے ازخود کیے گئے اجتہاد کو برقرار رکھا تو ایسا اجتہاد جائز ہے، جیسے کافر مقتول کا سامان اسے قتل کرنے والے مسلمان سپاہی کو ملنے کے بارے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا اجتہاد (۱۱)۔ ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ جرجانی حنفی (م ۳۹۷ھ) کا موقف ہے کہ اذن نبویؐ سے اجتہاد جائز ہے، اس کے بغیر جائز نہیں ہے (۱۲)۔

حنفی فقیہ اصولی امام ابوبکر بھاصؓ (م ۳۷۰ھ) کے نزدیک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں صحابہ کرامؓ کا اجتہاد دو صورتوں میں جائز تھا:

- ۱- ایک یہ کہ جب آپ نے صحابہؓ سے مشورہ طلب فرمایا، جیسے اسیران بدر کا معاملہ۔
- ۲- دوسری حالت یہ کہ آپ کی موجودگی میں صحابہؓ نے آراء پیش کیں یا اجتہاد سے ماخوذ حکم بتایا۔ اگر آپ نے اسے منظور فرمایا تو ایسا اجتہاد صحیح ہے اور اگر مسترد فرمایا تو وہ اجتہاد باطل ہے۔ یہ جائز نہیں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایسا اجتہادی حکم مستقل طور پر نافذ کر دیا جائے جس کی آپ نے اجازت نہ دی ہو (۱۳)۔

تیسری رائے: اگر کسی صحابی کو اجتہاد سے منع نہیں کیا گیا تو اسے حیات نبویؐ میں اجتہاد کی اجازت تھی (۱۴)۔

چوتھی رائے: صحابی کا اجتہاد معلوم ہونے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر سکوت فرمانا اس اجتہاد کی قبولیت کے لیے کافی ہے (۱۵)۔

پانچویں رائے: اگر اجتہاد احکام میں ہوتا جیسے کسی چیز کو فرض یا حرام قرار دینا، تو ایسے اجتہاد کی اجازت نہیں تھی، اس کے علاوہ دیگر مسائل میں اجتہاد کی اجازت تھی۔ یہ رائے امام ابن حزمؒ ظاہری (م ۴۵۶ھ) کی ہے (۱۶)۔

چھٹی رائے: اکثر اصولیین کے نزدیک حیات نبویؐ میں اجتہاد صحابہؓ کی مطلق اجازت تھی، خواہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوں یا آپ سے دور (۱۷)۔ البتہ سیف الدین آمدی شافعی (م ۶۳۱ھ) اور ابن حاجب مالکی (م ۶۴۶ھ) کے نزدیک حیات نبویؐ میں وقوع اجتہاد کے متعلق یقینی طور

پر نہیں کہا جا سکتا۔ یہ محض گمان ہے کہ انہوں نے عہد رسالت میں اجتہاد کیا تھا۔ ان دونوں علماء کا قول مختار یہی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اجتہاد جائز تھا (۱۸)۔

حیاتِ نبویؐ میں اجتہاد صحابہؓ کے مطلق جواز پر قائلین کا استدلال درج ذیل ہے:

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات پر مامور تھے کہ آپ صحابہؓ کو شریکِ مشورہ کریں۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿لَا يَأْتِيَنَّكَ السُّبْحَانُ﴾ [آل عمران ۱۵۹:۳]

اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!) آپ اپنے کاموں میں اُن سے مشورہ لیا کریں۔ مشورہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک صحابہ کرامؓ اجتہاد نہ کریں اور اپنی آراء نہ دیں۔

۲۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدم موجودگی میں اور آپ سے دور اجتہاد کی اجازت ہے تو آپ کے پاس ہوتے ہوئے اجتہاد کا جواز بدرجہ اولیٰ ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دور اور آپ کی عدم موجودگی میں اجتہادی غلطی کا استدراک ممکن نہیں ہے، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کیے گئے اجتہاد میں تلافیِ خطا ممکن ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اجتہاد کرنا گویا کتاب و سنت سے اجتہاد کرنا ہے۔

۳۔ ایسے واقعات مروی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعید دونوں صورتوں میں صحابہؓ نے اجتہادات کیے۔ یہ واقعات اس بات پر دلیل ہیں کہ حیاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اجتہاد جائز تھا۔ مثلاً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں حضرت ابوبکرؓ نے کافر مقتول کے سامان کے مسئلہ پر اجتہادی رائے دی (۱۹)۔ حضرت سعد بن معاذؓ نے محصورین بنو قریظہ کا فیصلہ کیا (۲۰)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعید صحابی کے اجتہاد کی ایک مثال وہ واقعہ ہے جب حضرت عمارؓ کو دورانِ سفر غسل کی حاجت ہو گئی تھی۔ انہوں نے مٹی میں لوٹ کر نماز پڑھ لی (۲۱)۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اجتہاد صحابہؓ کا پتہ چلتا ہے (۲۲)۔

### مخالفین کے اعتراضات کے جوابات

قائلین نے مخالفین کے اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں:

۱۔ یہ اعتراض کہ قطعی علم کی طرف رجوع کا امکان ہوتے ہوئے غالب گمان کے ساتھ اجتہاد جائز نہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ قطعی علم کی طرف رجوع کا امکان غالب گمان کے ساتھ اجتہاد سے

منع نہیں کرتا۔ جیسے خبر واحد پر عمل جائز ہے اگرچہ خبر جماعت کی طرف رجوع ممکن ہو۔ یہ اسی طرح جائز ہے جیسے کوئی شخص اس چیز کی بنیاد پر فیصلہ کرے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کے پاس پہلے ہی سے پہنچ گئی ہو، اگرچہ اس کے لیے ممکن ہو کہ وہ قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع اور اس قول کی صحت پر یقین کرے۔ لہذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اجتہاد ایسا ہے جیسے صحابی علم کی بنیاد پر حکم دے رہا ہے کیونکہ غلطی کی صورت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسے اجتہاد سے روک دیں گے۔ پس لازم ہے کہ نبی کی موجودگی میں اجتہاد جائز ہو (۲۳)۔

۲۔ یہ بات کہ صحابہ کرام مختلف وقائع کا حکم معلوم کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع فرماتے تھے، ممکن ہے ایسا ان واقعات میں ہو جہاں صحابہؓ کو اجتہاد کی کوئی وجہ معلوم نہ ہو۔ اگر وجہ معلوم ہو جائے تو پھر مقصود تک پہنچنے کے لیے دو صورتوں میں سے ایک پر انسان قادر ہو جاتا ہے۔ اس کے لیے جائز ہے کہ وہ ایک کو چھوڑ کر دوسرا طریقہ اختیار کرے۔ یہ واضح بات ہے کہ اجتہاد ایک طریقہ ہے جسے اختیار کر کے حکم تک پہنچا جاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرنا بھی ایک طریقہ ہے (۲۴)۔

۳۔ یہ اعتراض کہ حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جواز اجتہاد پر روایات کا تعلق اخبارِ آحاد سے ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ وہ اخبارِ آحاد ہیں لیکن امت انہیں قبول کرتی آئی ہے۔ اب یہ کہنا درست ہے کہ یہ روایات بالاتفاق قطعیت کا فائدہ دیتی ہیں (۲۵) اور فقہاء کی طرف سے اخبارِ آحاد کو قبول کرنے اور ان پر عمل ہونے کی وجہ سے یہ حد تو اترا کو پہنچ گئی ہیں (۲۶)۔

۴۔ یہ درست نہیں کہ ان اخبارِ آحاد سے عموم ثابت نہیں ہوتا۔ یہ عموم کا فائدہ دیتی ہیں۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک معاصر کے لیے آپ کی موجودگی میں اجتہاد کا جواز ثابت ہے تو اس سے بوقت ضرورت دوسروں کے اجتہاد کا جواز بھی ثابت ہوتا ہے۔

حیاتِ نبویؐ میں اجتہاد صحابہؓ کے جواز اور عدم جواز پر فریقین کے دلائل کی روشنی میں قائلین کا موقف راجح نظر آتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیوی زندگی کے مطالعہ سے یہ بات علم میں آتی ہے کہ اس دوران صحابہ کرام کو متعدد مرتبہ ایسی صورت حال پیش آئی جب انہوں نے اجتہاد کا طریقہ اختیار کیا۔ یہ تاریخی شواہد حیاتِ نبویؐ میں اجتہاداتِ صحابہؓ کے واضح دلائل ہیں۔

### صحابہ کرام کو اجتہاد کی تربیت

اہم بات یہ ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام میں اجتہادی جوہر پیدا کرنے پر خصوصی توجہ فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو اجتہاد کی تربیت دی اور قیاس

سے کام لینا سکھایا۔ ان میں یہ صلاحیت پیدا کی کہ وہ قرآن و سنت کی روشنی میں غیر منصوص احکام کو منصوص احکام پر قیاس کر کے انسانی مسائل کا حل تلاش کریں۔ مثلاً حضرت ابن مسعودؓ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۲۷) anxÄ ÜjnxE h]ç' 0] tvjnxE äicçk' oE Ü0 , u] Ö • [f]

جب تم میں سے کسی کو نماز میں شک ہو تو ذہن پر زور ڈال کر سوچے کہ ٹھیک کیا ہے، پھر اس پر اپنی نماز پوری کرے۔

اس حدیث کی رو سے ہر صحابی خواہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور، وہ اس صورت حال میں اپنے غالب گمان اور اجتہاد سے حکم شرعی معلوم کرے گا۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ صحابہ کرامؓ کو اجتہاد کی نبویٰ اجازت تھی۔ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ روزہ کی حالت میں اپنی بیوی کا بوسہ لے لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

!Üñ^ kbaæ ð'U k— Ü— Üi ç0 kme..e

تمہارا کیا خیال ہے اگر تم روزے کی حالت میں کلی کرو۔

حضرت عمرؓ نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں۔ آپ نے فرمایا: تو پھر خاموش رہو (۲۸)۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ کو قیاس کر کے اس کی نظیر کی طرف لوٹا دیا اور اس لوٹانے کی وجہ بیان فرمادی۔ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو یہ تعلیم دی کہ وہ یوں اجتہاد کر کے اپنے مسئلہ کا شرعی حکم معلوم کر سکتے تھے۔

حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! مال و دولت والے سب اجر لے گئے۔ وہ نماز پڑھتے ہیں جس طرح ہم پڑھتے ہیں، وہ روزہ رکھتے ہیں جیسے ہم رکھتے ہیں لیکن وہ اپنے زائد اموال میں سے صدقہ دیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

Ø0 æ ēĀ, ' èvnfŠi Ø0e žž äe áçĀ ù' i 'U Ü00 ä#0] ØĀq, Ā < 3n0 æ

àĀ oāb æ ēĪ, ' Ā ætĀ00e tU] æ ēĪ, ' é,nUvi Ø0 æ ēĪ, ' étnf0i

!ēĪ, ' Ü0 ðu] Ĵ— 0 oE æ ēĪ, ' t0BÜ

تمہارے لیے بھی اللہ نے صدقہ کا سامان کر دیا ہے کہ ہر شیخ صدقہ ہے، ہر تکبیر صدقہ ہے، ہر تمجید صدقہ ہے، اچھی بات کا حکم صدقہ ہے، بُری بات

سے روکنا صدقہ ہے اور ہر شخص کے جزو بدن میں صدقہ ہے۔  
لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر ہم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی سے اپنی شہوت پوری کرتا ہے تو کیا اس میں بھی ثواب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

oĒ ^āĀ • æ ]f] ÔÛ „ÓĒ ...†æ ^ānĒ ān×Ā á^ò eY]†u o^3Ē ^3āĀ^3 • æ ç^3Ŏ Uj^3jme..e  
(۲۹) ]†q] äŏ á^ò Uj vŏ]

تمہارا کیا خیال ہے اگر کوئی شخص اپنی شہوت کو حرام میں صرف کرے تو اس پر اسے وبال ہوگا۔ اسی طرح جب وہ اسے حلال میں صرف کرتا ہے تو اس کے لیے اجر ہے۔

یہاں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ کو اجتہاد کی تربیت دیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ممنوع چیز کو اس کے مقابلے کی حلال چیز پر قیاس کر کے انہیں بتایا کہ کسی چیز کا حکم اس کی نظیر کے لیے بھی ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میری بیوی نے سیاہ رنگ کا بچہ جنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تیرے پاس کوئی اونٹ ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کس رنگ کے ہیں؟ اس نے کہا: سرخ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اُن میں کوئی کالے رنگ کا بھی ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ کہاں سے ہوا؟ اس نے کہا: میں سمجھتا ہوں کہ اس کی اصل (کسی رگ) نے ایسا بے رنگ نکالا ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [äĀ^†], „â ÔÛe] Ø^3Ā^3Ē  
(۳۰) N†3333Ā  
تیرے اس بچہ کو بھی شائد اس (رگ) ہی نے نکالا ہو۔ یوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی کو سکھایا کہ وہ اپنے بچے کے اختلاف رنگ کو اونٹ کے بچے کے اختلاف رنگ پر قیاس کرے اور اس کے رنگ کا حکم اپنے بچے کے رنگ پر لگائے۔

حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں کہ ایک عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ اس کی ماں نے حج کی منت مانی تھی لیکن وہ حج نہ کر سکی۔ کیا وہ اپنی ماں کی طرف سے حج کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا:

ä#ŏ^ē ä#ŏ] ]ç— [Ī] [ĕn • ^Ī kßŎe äm • ÔU] o×Ā á^ò çŏ kme..e ^āBĀ o ĩr ũ  
(۳۱) ð^ĒçŎ^ē ðu]

اس کی طرف سے حج کرو۔ اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا نہ

کرتی؟ اللہ (کاحق) ادا کرو۔ اللہ کا حق سب سے زیادہ لائق ہے کہ اسے

پورا کیا جائے۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ایک اور روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ اس کی ماں مرگئی ہے اور اس پر ایک ماہ کے روزے تھے۔ کیا وہ اس کی قضا رکھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو فرمایا:

؟`abā`ān • `ī k̄ḥḍ̄e`ān • ōū] o`ā`ā`ū cū

اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو کیا اسے تم ادا کرتے؟

اس شخص نے کہا: ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فدین اللہ أحق ان یقضی (۳۲)۔

اللہ کا قرض زیادہ حق دار ہے کہ اسے ادا کیا جائے۔

ایک واقعہ اس عورت کا ہے جس کی ماں مر گئی تھی اور اس پر نذر کے پے در پے روزے تھے (۳۳)۔ اس شخص کا ایک واقعہ مروی ہے جس کی بہن حج کی منت مان کر بغیر حج کیے فوت ہو گئی تھی (۳۴)۔ ایسا ہی ایک واقعہ اس شخص کا ہے جس کا بوڑھا والد حج کیے بغیر فوت ہو گیا تھا (۳۵)۔ ان واقعات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو حج کی نذر اور روزوں کے کفارہ کو قرض کی ادائیگی پر قیاس کرنا سکھایا۔

یہ واقعات منصب نبوت کا یہ پہلو بھی سامنے لاتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کو اجتہاد کی تربیت دی تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدم موجودگی میں، آپ سے بعید اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کارِ نبوت یعنی انسانی مسائل کا شرعی حکم معلوم کرنا بغیر کسی رکاوٹ، توقف اور التوا کے جاری رہے۔

صحابہؓ کو اظہارِ رائے کے مواقع

صحابہ کرامؓ کو تربیتِ اجتہاد کا ایک نبوی طریقہ یہ بھی تھا کہ بعض اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی رائے طلب بھی فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر منصوص امور میں صحابہ کرامؓ کو شریکِ مشورہ کیا۔

اللہ تعالیٰ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرمایا تھا: ﴿لَمَّا نَسُوا مَا كُفِّرُوا بِنَبِيِّكُمْ فَآخَرْتُمْ﴾ [۱۵۹:۳] یعنی اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اپنے کاموں میں ان سے مشورہ لیا کریں۔

مشورہ طلب کرنے پر صحابہ کرامؓ نے اپنے فہم و فراست سے آزادانہ رائے دی۔ مثلاً ابتدائے اذان کے واقعہ میں صحابہ کرامؓ نے اپنی اپنی آراء پیش کیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے۔



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے بلانے کے کسی طریقہ کا حکم خود بھی دے سکتے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو شریک مشورہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آراء میں سے ایک رائے کو صائب قرار دیتے ہوئے اسے نافذ کر دیا۔

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ جب مسلمان مدینہ آئے تو وہ وقت کا اندازہ کر کے نماز پڑھنے کے لیے جمع ہو جاتے تھے۔ اس وقت تک ادائیگی نماز کے لیے کوئی اعلان نہیں ہوتا تھا۔ ایک روز صحابہ کرامؓ نے اس مسئلہ میں گفتگو کی اور اپنی اپنی آراء دیں۔ بعض نے کہا کہ اعلان نماز کے لیے عیسائیوں کے ناقوس کے مانند ایک ناقوس بنا لیا جائے اور بعض کی رائے تھی کہ یہود کے سینگ کی طرح ایک سینگ بنا لیں۔ حضرت عمرؓ نے یہ رائے پیش کی کہ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ایک آدمی مقرر کر دیا جائے جو الصلوٰۃ پکارا کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کی رائے پسند فرمائی اور حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ نماز کا اعلان کرو (۳۶)۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیرانِ غزوہ بدر (۲ھ) سے متعلق صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا۔ انہوں نے اس مسئلہ میں اپنی اپنی تجاویز دیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: یہ ہماری برادری اور کنبہ کے لوگ ہیں۔ انہیں کچھ مال لے کر چھوڑ دیا جائے جس سے مسلمانوں کو کافروں سے مقابلہ کی طاقت حاصل ہو اور شاید یہ لوگ اسلام کی طرف راغب ہوں۔ حضرت عمرؓ نے رائے دی کہ یہ قیدی ہمارے حوالے کر دیں اور ہم میں سے ہر شخص اپنا اپنا رشتہ دار قتل کرے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کی یہ رائے تھی کہ انہیں آگ میں سلگنے کے لیے پھینک دیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کی تجویز کو پسند فرمایا (۳۷)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر میں مقامِ پڑاؤ سے متعلق صحابہ کرامؓ سے مشاورت کی۔ حضرت حباب بن المندثرؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں مطلع فرمائیے، کیا یہ مقام ایسا ہے جس کے بارے میں وحی نازل ہوئی ہے اور ہمیں یہ اختیار نہیں کہ ہم آگے بڑھیں یا پیچھے ہٹیں، یا یہ ایک رائے اور ایک جنگی تدبیر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

!é, nÓÙÙ] æ htvÙ] æ pæfÙ] çâ Øe

بلکہ یہ ایک رائے اور جنگی تدبیر ہے۔

حضرت حبابؓ نے عرض کیا: پھر یہ مقام اچھی جگہ نہیں ہے۔ آپ آگے چلیں اور چشمے کے قریب پڑاؤ ڈالیں، وہاں حوض بنا کر پانی جمع کر لیں اور دیگر تمام چشموں کو ناکارہ کر دیں تاکہ دشمنوں کو پانی نہ ملے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حبابؓ کی یہ جنگی تدبیر اختیار فرمائی (۳۸)۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احزاب (۵ھ) کے موقع پر مشرکین کے دو سرداروں عیینہ بن حصن اور حارث بن عوف کو نیک پیغام کے ساتھ مدینہ کے پھل بھیجنے کا ارادہ فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذؓ اور خزرج کے سردار حضرت سعد بن عبادہؓ کو مشورہ کے لیے طلب فرمایا۔ دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کیا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس چیز کا حکم دیا گیا ہے تو آپ اللہ کا حکم پورا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

!UÓn×Ä ä • tÄe (pæ..] ,â àÓÛ æ 'UÙ+U'j%œÜÛ ®Že l +Ue kBD çÛ

اگر مجھے کسی چیز کا حکم دیا گیا ہوتا میں تم دونوں سے مشورہ کیوں لیتا؟ بلکہ یہ ایک رائے ہے جسے میں نے تم دونوں کے سامنے رکھا ہے۔

حضرت سعد بن معاذؓ نے عرض کیا: ہمیں یقین ہے کہ آپ جن لوگوں کو یہ تازہ پھل بھیجنا چاہتے ہیں وہ انہیں چکھیں گے بھی نہیں۔ وہ پھل فروخت کر دیں گے یا کسی کو دے دیں گے۔ لہذا ہم انہیں اپنی کھانے کی چیزیں کیوں دیں۔ ہم ایسا ہرگز نہیں چاہتے۔ ہم تو انہیں صرف اپنی تلواروں کا مزا چکھانا چاہتے ہیں۔ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جیسا مناسب سمجھو کرو (۳۹)۔

نبی [ کی موجودگی میں صحابہؓ کو اجتہاد کا حکم

بعض اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی موجودگی میں صحابہ کرامؓ کو کسی قضیہ کا فیصلہ کرنے کا حکم دیا۔ اس پر صحابہ کرامؓ نے اجتہاد سے کام لیتے ہوئے وہ قضایا نمٹائے، مثلاً: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو آدمی جھگڑتے ہوئے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمروؓ سے فرمایا: [ 3] ~ 3U3aB3ne ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کی یہاں موجودگی کے باوجود؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں (۴۰)۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذؓ کو قضیہ بنو قریظہ کا فیصلہ کرنے کا حکم دیا (۴۱)۔ حضرت معقل بن یسارؓ کو اپنی قوم میں فیصلہ کرنے کا حکم ملا (۴۲)۔

ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کچھ لوگوں نے ایک جھوپڑی میں جھگڑا کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حدیفہ بن الیمانؓ کو ان کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے بھیجا (۴۳)۔

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ دو آدمی جھگڑتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: [ 1] efiÄ ^m ÜT ~ 3U3aB3ne اے عقبہ! اٹھو

اور ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ حضرت عقبہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ فیصلہ کرنے میں مجھ سے زیادہ لائق ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

á]æ...çq] ét ZĀŌ×Ě kf' ʳĚ | ,ājq] áʳʳĚ ʳʳUʳāβʳne ~ ʳĪ] áʳʳŌ á]æ  
 -(۳۳), u]æ †q] Ō×Ě | ʳ Ī ʳĚ | ,ājq]

اگرچہ ایسا ہی ہے مگر تم ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ اگر تم نے اجتہاد کیا اور تم اپنے اجتہاد میں درست رہے تو تمہارے لیے دس اجر ہیں اور اگر تم نے اجتہاد کیا اور اس میں غلطی ہو گئی تو پھر بھی تمہارے لیے ایک اجر ضرور ہے۔

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے مروی ایک اور روایت میں ہے، حضرت عقبہؓ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو فریق جھگڑ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [ʳʳĪ] ʳʳUʳāβʳne ~ ʳʳĪ]۔ ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ میں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپ اس کے زیادہ حق دار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [ʳʳĪ] ʳʳUʳāβʳne ~ ʳʳĪ] ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ میں نے عرض کی: کس چیز پر؟ آپ نے فرمایا:

ʳĚ | ,ājq] ] áĚ kf' ʳĚ | ʳʳUʳāβʳne ~ ʳʳĪ] ] fʳæ | ʳʳUʳāβʳne ~ ʳʳĪ] .(۳۵)

اجتہاد کرو اگر تمہارا اجتہاد درست ہو تو تمہارے لیے دس نیکیاں ہیں اور اگر تم سے غلطی ہوئی تو تمہارے لیے ایک نیکی ہے۔

مندرجہ بالا واقعات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں صحابہ کرامؓ اجتہاد پر عمل کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو اجتہاد کا نہ صرف حکم دیا بلکہ اس کی ترغیب کے لیے انہیں اس پر اجر و ثواب کی نوید بھی سنائی۔

حیات نبویؐ میں ایسی واقعاتی شہادت بھی ملتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی کو ایک حکم کی تنفیذ کے لیے بھیجا۔ لیکن اس تنفیذ میں ایسی صورت حال پیش آ گئی کہ صحابی کو اجتہاد سے کام لینا پڑا۔

مثلاً حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ام ولد لوندی کے بارے میں لوگ ایک شخص پر تہمت لگاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو اس شخص کے قتل کے لیے بھیجا۔ حضرت علیؓ نے اسے پانی میں نہاتے ہوئے پایا۔ آپ نے اسے کھینچ کر باہر نکالا تو دیکھا کہ اس کا آلہ تناسل کٹا ہوا تھا۔ آپ نے اسے قتل نہ کیا اور واپس آ کر رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سے عرض کیا کہ وہ شخص تو محبوب ہے، اس کا آلہ تناسل نہیں ہے (۴۶)۔ اس واقعہ میں حضرت علیؑ نے موقع ہی پر اجتہاد کیا۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو ایک علت سے معلول سمجھا۔ حضرت علیؑ نے جب حکم نبویؐ میں وہ علت نہ پائی تو اس حکم کا ظاہر ترک کر کے علتِ خفی پر عمل کیا اور اس شخص کو قتل کیے بغیر واپس آ گئے۔

### نبی اکرم [ سے بعید صحابہ کے اجتہادات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو مختلف ذمہ داریاں تفویض کر کے دور علاقوں کی طرف بھیجا۔ حیاتِ نبویؐ میں صحابہ کرامؓ کبھی حاکم، قاضی، والی، عامل، معلم اور کبھی کسی لشکر کے امیر مبعوث ہو کر دور دراز کے علاقوں کی طرف جاتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول بن کر ساری دنیا کو تبلیغ و تعلیم، قرآن و سنت کی تشریح و تعبیر اور انسانی مسائل کے شرعی احکام جیسے اہم امور کی ذمہ داری صحابہ کرامؓ ہی ادا کرتے تھے۔ انہوں نے غیر منصوص مسائل میں بوقتِ ضرورت اجتہادات کیے اور ان مسائل کا شرعی حکم دریافت کر کے لوگوں کی زندگیاں آسان بنائیں۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کو یمن کی طرف مبعوث کرتے ہوئے فرمایا: [Uaβne ~ Î] æ Äñ|+ ZÛ) UaU³³Ä! انہیں شریعتوں کی تعلیم دینا اور ان کے درمیان فیصلے کرنا۔ حضرت علیؑ نے عرض کیا: مجھے فیصلہ کرنے کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا سینہ تھپکا اور ان کے لیے دعا فرمائی: [ä³³Û) ä, ³ã] Ü³ã³³Û)۔ اے اللہ! اسے قضاء کی طرف رہنمائی فرما (۴۷)۔

حضرت معاذ بن جبلؓ کے بعض اصحاب سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو یمن کی طرف مبعوث کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ سے پوچھا: [Û³³- Î ÖÛ Ñ +³Ä] f] o³³-³i Ì nÛ سے پوچھا: [ä³³Û) hÿÛ o³Ë, ³r³i Ü³Û ä³Ë] اگر کتاب اللہ میں نہ پاؤ؟ حضرت معاذؓ نے عرض کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [ä³³Û) hÿÛ oË ÿ æ Ü³³æ äñxÄ ä³³Û) o×' ä³³Û) Üç³³... è³³Û) oË, ri ÜÛ äË V] اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں نہ پاؤ اور نہ ہی کتاب اللہ میں پاؤ؟ حضرت معاذؓ نے عرض کیا: [çÛ) ÿ æ omæ... , äjq] میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور اس میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینے پر تھپکی دی اور فرمایا:

سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے رسول اللہ کے قاصد کو اس چیز کی توفیق دی جس سے اللہ کے رسول راضی ہیں۔

اس واقعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی حضرت معاذؓ کے اس موقف کی تائید فرمائی کہ وہ غیر منصوص امور میں اجتہاد کریں گے۔

امام ابوبکر جصاصؒ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو یمن کی طرف مبعوث فرمایا تو دونوں سے پوچھا: تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کیسے کرو گے؟ انہوں نے عرض کیا: کتاب اللہ کے مطابق۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تمہارے پاس ایسا معاملہ آ جائے جو کتاب اللہ میں نہ ہو؟ دونوں نے عرض کیا: پھر ہم سنت کے مطابق فیصلہ کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تمہارے پاس ایسا معاملہ آ جائے جو سنت میں نہ ہو؟ وہ دونوں بولے: نقیس الأمر بالأمر فأیہما کان اقرب إلی الحق حملناہ علیہ۔ ہم ایک امر کو دوسرے امر پر قیاس کریں گے۔ ان دونوں میں سے جو حق سے زیادہ قریب ہو گا اس پر فیصلہ کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [ 'Ujfi' (۴۹)۔ تم دونوں نے درست کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفدِ نجران کے ہمراہ نجران بھیجتے ہوئے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو یہ ہدایت فرمائی:

ان لوگوں کے ساتھ جاؤ اور اختلافی امور میں ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت علیؓ کو یمن کی طرف مبعوث کیا تھا تو وہاں ایک واقعہ ہوا۔ لوگوں نے شیر کے شکار کے لیے گڑھا بنایا تھا۔ لوگ ایک دوسرے کو دھکیل رہے تھے۔ ایک آدمی گڑھے میں گر پڑا تو وہ دوسرے سے چٹ گیا، دوسرا تیسرے سے چٹ گیا، یہاں تک کہ گڑھے میں چار آدمی گر پڑے جس میں موجود شیر نے ان کو زخمی کر دیا۔ ایک آدمی نے برچھے سے شیر کو مار دیا۔ چاروں زخمی آدمی اپنے زخموں کی تاب نہ لا کر مر گئے۔ ان کے ورثاء آپس میں جھگڑنے لگے اور ہتھیار نکال لیے۔ حضرت علیؓ نے ان کے درمیان فیصلہ کیا کہ جن لوگوں نے کنواں کھودا تھا ان کے قبائل سے دیت کا چوتھائی، تہائی، نصف حصہ اور پوری دیت اکٹھی کرو۔ پہلے آدمی کو چوتھائی دیت ملے گی، دوسرے کو تہائی، تیسرے کو نصف اور چوتھے آدمی کو پوری دیت ملے گی (۵۱)۔

حضرت زید بن ارقمؓ سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے یمن میں تین آدمیوں کے درمیان

فیصلہ کیا جنہوں نے ایک عورت سے ایک طہر میں جماع کیا تھا۔ اس عورت نے ایک بچے کو جنم دیا۔ تینوں آدمی اس بچے کا باپ ہونے کے دعویٰ دار تھے۔ حضرت علیؑ نے ان کے درمیان قرعہ اندازی کی۔ جس کے نام قرعہ نکلا آپ نے اسے دو تہائی دیت کا ذمہ دار بنا دیا اور بچہ اس کے سپرد کر دیا (۵۲)۔

مندرجہ بالا دونوں واقعات میں حضرت علیؑ یمن میں تھے۔ انہوں نے ان مقدمات کو عدالتِ نبویؐ میں نہیں بھیجا اور نہ ہی مدینہ سے نبویؐ حکم آ جانے تک ان مقدمات کا فیصلہ زیر التوا رکھا۔ حضرت علیؑ یہ جانتے تھے کہ ان حالات میں اجتہاد سے کام لیتے ہوئے فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ لہذا حضرت علیؑ نے از خود یہ مقدمات نمٹا دیے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بھی یمن کی طرف حاکم مبعوث کیے گئے (۵۳)۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عتاب بن اسید کو مکہ کا حاکم مقرر کیا تھا (۵۴)۔ ایک حاکم کو بھی امور سلطنت نمٹانے میں متعدد ایسے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے جن کا شرعی حکم معلوم کرنے کے لیے وہ اجتہاد سے کام لیتا ہے۔

حیاتِ نبویؐ میں صحابہ کرامؓ امیر لشکر بنا کر بھی روانہ کیے جاتے تھے۔ وہ سپاہ کی عسکری قیادت کے ساتھ ساتھ بوقتِ ضرورت فقیہ اور مجتہد کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن العاصؓ کو غزوہٴ ذات السلاسل (۵۵) میں امیر لشکر بنا کر بھیجا (۵۶)۔ ایک رات ان پر غسل فرض ہو گیا۔ وہ ڈرے کہ اگر غسل کیا تو مرجائیں گے۔ انہوں نے تیمم کیا اور ساتھیوں کو نمازِ فجر پڑھا دی (۵۷)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو ایک لشکر کا سالار بنا کر بھیجا۔ لشکر کے پاس خوراک ختم ہو گئی۔ قلتِ خوراک کی وجہ سے ایک سپاہی کو ایک کھجور ملنے لگی۔ آخر وہ بھی ختم ہو گئی۔ ساحل سمندر پہنچنے پر لشکر نے ایک بہت بڑی مچھلی پڑی دیکھی۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے اس مردار مچھلی کو کھانے کا حکم دیا اور فرمایا: ہم راہِ خدا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد ہیں اور تم مجبور ہو گئے ہو، پس کھاؤ۔ پورے لشکر نے اس مچھلی کا گوشت کھایا (۵۸)۔

حضرت ابو سعید الخدریؓ روایت کرتے ہیں کہ صحابہؓ کی ایک جماعت دورانِ سفر ایک قبیلہ کے پاس ٹھہری۔ قبیلہ کے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا تھا۔ ایک صحابی نے سورت الفاتحہ پڑھ کر اس پر پھونکی جس سے سردار ٹھیک ہو گیا۔ صحابی نے اس علاج کے معاوضہ میں بکریاں طلب کیں تھیں (۵۹)۔

حضرت ابو قتادہؓ نے دورانِ سفر شکار کیا اور ایک شخص کو حالتِ احرام میں اپنے شکار سے

کھانے کا فتویٰ دیا تھا (۶۰)۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ دو آدمیوں نے تیمم سے نماز ادا کی۔ پھر نماز کے وقت میں پانی مل گیا۔ ایک نے وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھ لی۔ دوسرے نے نماز نہ پڑھی۔ دونوں نے اپنے اپنے اجتہاد کے مطابق عمل کیا (۶۱)۔

حضرت ابوذر غفاریؓ کی روایت ہے کہ وہ بکریاں چرانے کے لیے جنگل میں تھے۔ انہیں غسل کی حاجت ہوئی۔ پانی نہ ہونے کی وجہ سے وہ پانچ چھ دن تک بغیر غسل کیے نماز پڑھتے رہے (۶۲)۔

حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ غزوہ احزاب سے واپسی پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو فرمایا: «مَنْ بَدَّلَ عَصْرَهُ مِنْ نَجَسٍ فَلَا عَلَيْهِ عَقَابٌ»۔ کوئی شخص عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنوقریظہ پہنچ کر۔ راستہ میں نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ کچھ صحابہؓ نے نماز پڑھ لی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقصد نہیں تھا کہ نماز قضا کریں۔ بعض نے یہ کہا کہ وہ بنوقریظہ ہی پہنچ کر نماز پڑھیں گے (۶۳)۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار بن یاسرؓ کو کہیں بھیجا۔ ان پر غسل فرض ہو گیا۔ پانی نہ ملا تو وہ خاک میں لوٹ پوٹ ہو گئے (۶۴)۔ اس واقعہ میں حضرت عمار بن یاسرؓ نے یہ قیاس کیا کہ پانی سے غسل کے دوران سارا بدن دھویا جاتا ہے اور مٹی طہارت میں پانی کے قائم مقام ہے، اس لیے سارے جسم پر مٹی لگنی چاہیے۔ انہوں نے قیاس سے اجتہاد اس لیے کیا تھا کہ انہیں تیمم کا قرآنی حکم [المائدة: ۶:۵] معلوم نہیں تھا۔

مندرجہ بالا واقعات اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ حیاتِ نبویؐ میں اجتہاد ایک ایسا اہم عمل تھا جو اس دور میں بوقتِ ضرورت مسلسل جاری رہا۔ اس کام کی انجام دہی کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یا آپ سے دور ہونا شرط نہیں تھا۔

### ذاتی مسائل میں پیغمبر [کی طرف رجوع

ایسے واقعات بھی ملتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہونے کے باوجود صحابہ کرامؓ نے کسی فوری نوعیت کے مسئلہ کا شرعی حکم معلوم کرنے کے لیے اجتہاد سے گریز کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر ان سے شرعی حکم معلوم کرنے تک معاملہ التوا میں رکھا۔ ایسے مسائل کا تعلق صحابی کی ذات سے ہوتا تھا، ان سے اجتماعی مفادات وابستہ نہیں ہوتے تھے۔ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مُرثِد الغنویؓ کو یہ فریضہ سونپ کر مکہ بھیجا کہ

ضعیف اور کمزور مسلمانوں کو وہاں سے نکال لائیں۔ مکہ میں ایک خوبصورت اور مالدار مشرکہ عورت نے خود کو حضرت مرثدؓ کے سامنے پیش کیا۔ آپ نے اس کی بات نہ مانی۔ پھر اس عورت نے نکاح کی پیشکش کی۔ حضرت مرثدؓ نے یہ بات مان لی مگر نکاح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے مشروط کیا۔ انہوں نے مدینہ واپس آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا واقعہ بیان کیا اور نکاح کی اجازت طلب کی۔ (۶۵) اس پر یہ حکم نازل ہوا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُشْرِكَاتُ فَاجْتَنِبْنَ وَأَنْتَ حَيٌّ لَعَلَّ كُنَّ يَكْفُرْنَ﴾ [البقرة ۲: ۲۲۱]

اور (مومنو!) مشرکہ عورتوں سے جب تک ایمان نہ لائیں نکاح نہ کرنا، کیونکہ مشرکہ عورت خواہ تم کو کیسی ہی بھلی لگے اس سے مومن لونڈی بہتر ہے۔  
حضرت کعب بن مالکؓ نے ایسی بکری جسے قریب المرگ ہونے پر پتھر سے ذبح کیا گیا تھا، کا گوشت کھانے سے اپنے گھر والوں کو منع کر دیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر استفسار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ گوشت کھانے کی اجازت دی (۶۶)۔  
حضرت حکیم بن حزامؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک مرتبہ صدقے کا اناج خریدا اور قبضہ میں لینے سے قبل ہی اسے فروخت کر کے نفع کما لیا۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قبضہ بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُشْرِكَاتُ فَاجْتَنِبْنَ وَأَنْتَ حَيٌّ لَعَلَّ كُنَّ يَكْفُرْنَ﴾ (۶۷)

اپنے قبضہ میں لینے سے قبل اسے فروخت مت کرو۔

البتہ جو مسائل اجتماعی اور فوری نوعیت کے ہوتے اور ان کے شرعی حکم کی دریافت واقعی ضرورت ہوتی تو ایسے مسائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات تک زیر التوا نہیں رکھتے تھے۔ جو صحابہ کرامؓ کسی علاقہ کے حکمران، قاضی یا سپہ سالار بن کر گئے، انہوں نے بوقت ضرورت غیر منصوص مسائل میں اجتہاد سے کام لیا۔ اجتہاد کے نتیجے میں جو شرعی حکم سامنے آیا اس پر بلا تاخیر عمل کیا۔  
حیات نبویؐ میں صحابہ کرامؓ کے ان اجتہادات کے باوجود اختیاری تشریح مستقل طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔ آپ ہی ریاست مدینہ کے سب سے بڑے حاکم، قاضی اور مفتی تھے۔ پیغمبر علیہ السلام کے ہوتے ہوئے کسی صحابی کو اصولی طور پر حق تشریح حاصل نہیں تھا۔ اس دور میں مختلف علاقوں میں مبعوث حاکموں اور قاضیوں کے اجتہادات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے تفویض کردہ حق تشریح کے تحت تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہونے کی وجہ سے ان



علاقوں میں پیش آنے والے مسائل کا بہترین حل یہی تھا کہ وہاں کے حاکموں اور قاضیوں کو حق تشریح تفویض کر دیا جائے۔ جن واقعات میں صحابہ کرامؓ نے کسی سفر اور مہم کے دوران اجتہادات کیے، وہ مخصوص حالات تھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دوری اور مسائل کی فوری نوعیت اس بات کا تقاضا کرتی تھی کہ ایسے مواقع پر صحابہ کرامؓ اجتہاد کر کے درپیش مسائل کا فوری حل تلاش کریں۔

### اجتہادات صحابہؓ عدالتِ نبویؐ میں

حیاتِ نبویؐ میں تمام اجتہادات صحابہؓ عدالتِ نبویؐ کی توثیق و تصدیق سے مشروط تھے۔ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی صحابی کا اجتہاد مسترد فرما دیتے تو اس اجتہاد کی کوئی شرعی و قانونی حیثیت نہیں ہوتی تھی۔ صحابہؓ کے قضایا، فتاویٰ اور آراء پر عدالتِ نبویؐ کا جو رد عمل ہوتا تھا اسے چار اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: تصویب، سکوت، اصلاح اور عدم تصویب۔

تصویب: صحابہ کرامؓ کے اجتہادی قضایا، فتاویٰ اور آراء کو عدالتِ نبویؐ سے سند توثیق بھی عطا ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تصویب فرمائی اور قائم رکھا۔ ایسے چند اجتہادات بطور مثال درج ذیل ہیں:

حضرت علیؓ نے یمن میں شیر کے شکار کے لیے گڑھے میں شیر سے زخم کھا کر ہلاک ہونے والے چار افراد کے واقعہ میں جو فیصلہ فرمایا تھا لوگوں نے اس فیصلے سے انکار کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کے فیصلہ کی توثیق فرماتے ہوئے اسے نافذ کیا تھا (۶۸)۔

حضرت سعد بن معاذؓ نے یہود بنو نضیر کی رضا مندی پر بطور ثالث حکم دیا کہ لڑائی کے قابل محصورین قتل، عورتیں اور بچے قید اور ان کا مال مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ قَتَلَ مِنْهُمْ نَفْسًا فَكَأَنَّهُ قَتَلَ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالنَّبِيِّ هَذَا» (۶۹)۔

تم نے ان کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے

مطابق فیصلہ کیا۔

جس صحابی نے کسی قبائلی سردار کا علاج سورت فاتحہ پڑھ کر پھونک دینے سے کیا تھا اور بطور معاوضہ بکریاں لیں تھیں، صحابہؓ نے وہ بکریاں آپس میں تقسیم نہ کیں بلکہ واپس آ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا۔ آپ نے بکریاں تقسیم کرنے کا حکم دیا (۷۰)۔ صحابی نے اس اجرت کو کسی عام عمل کی اجرت پر قیاس کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی کا قیاس درست قرار

دیتے ہوئے فرمایا تھا:

«[ā] h^j0]tq]än×Ä Üi „ì ] 'ú Du] áž

جن چیزوں پر اجرت لینا جائز ہے ان میں سب سے زیادہ مستحق کتاب اللہ ہے۔  
یوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی کا سورت فاتحہ پڑھنے پر معاوضہ لینے کے  
اجتہاد کی تصویب فرمائی۔

جن دو صحابہؓ نے تیمم سے نماز ادا کی، پھر نماز کے وقت میں پانی مل گیا تو ایک نے وضو  
کر کے دوبارہ نماز پڑھ لی اور دوسرے صحابی نے نماز نہ پڑھی، ان دونوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم  
سے اس بارے میں استفسار کیا تھا۔ جس صحابی نے نماز نہیں دہرائی تھی اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا:

Öi j ' Öie`qææßŠÖ] kf' æ

تم نے سنت پر عمل کیا اور تمہاری نماز ہو گئی۔  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے صحابی کو فرمایا:

ÄÜq Üä%ø Ø%Ü Ö×É k|p] 'Üæ

تیرے لیے دو گنا ثواب ہے۔

یوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں صحابہ کرامؓ کے اجتہادات کو درست قرار دیا اور  
ان پر انہیں اجر و ثواب کی خوشخبری بھی سنائی۔

غزوہ احزاب سے واپسی پر صحابہ کرام کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم: «[U] æ³n³³' ³ ³m ÿ  
èzmT oBe oE Yž t' ³Ä³0] یعنی کوئی شخص عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنو قریظہ پہنچ کر، صحابہ کرامؓ کے  
سامنے اس مسئلہ کے حکم میں صریح نص موجود تھی مگر اس میں ایک سے زائد وجوہ کا احتمال تھا۔ اس  
صورت میں انہوں نے صریح نص کے کسی ایک پہلو کا اجتہاد سے تعین کر کے اس پہلو پر عمل کیا۔ کچھ  
صحابہؓ نے نماز پڑھ لی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقصد نہیں تھا کہ نماز قضا کریں۔ بعض نے  
یہ کہا کہ وہ بنو قریظہ ہی پہنچ کر نماز پڑھیں گے۔ جب اس کا ذکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا  
گیا تو آپ نے کسی کو ملامت نہیں کی (۷۳)۔ یوں صحابہ کرامؓ کے دونوں گروہوں کے اجتہادات  
عدالتِ نبویؐ سے سندِ توثیق پا گئے۔

حضرت شریح بن ہانیؓ اپنے والد حضرت ہانیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ  
اپنی قوم کے ہمراہ وفد کی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ لوگ حضرت ہانیؓ کو ابوالحکم کہہ کر پکارتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ہانیؓ کو بلایا اور فرمایا:

أَبُو الْحَكَمِ أَذَىٰ عَلَىٰ النَّاسِ أَذَىٰ عَلَىٰ النَّاسِ أَذَىٰ عَلَىٰ النَّاسِ

بے شک حکم تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور حکم کرنا اسی کی شان ہے، پھر تم کیوں

ابو الحکم کی کنیت استعمال کرتے ہو؟

حضرت ہانیؓ نے عرض کی: میری قوم کے لوگ جب کسی چیز میں اختلاف کرتے ہیں تو وہ میرے پاس آتے ہیں اور میں ان کے درمیان فیصلہ کرتا ہوں اور فریقین راضی ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [أَبُو الْحَكَمِ أَذَىٰ عَلَىٰ النَّاسِ أَذَىٰ عَلَىٰ النَّاسِ أَذَىٰ عَلَىٰ النَّاسِ] کتنی عمدہ بات ہے! اس واقعہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں یہ بات آچکی تھی کہ حضرت ہانیؓ اپنی قوم میں فیصلے کرتے ہیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس کام سے منع نہیں فرمایا بلکہ اس کی تصویب و تحسین فرمائی۔ سکوت: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اجتہادات صحابہؓ پر سکوت فرمایا۔ آپ نے ملامت نہیں فرمائی، ڈانٹا ڈپٹا نہیں، تکبیر نہیں فرمائی، منع نہیں فرمایا بلکہ خاموش رہے۔ اس نبوی سکوت کی تین صورتیں تھیں:

۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا لیکن اظہارِ خوشی بھی فرمایا اور اسے اچھا جانا۔ مثلاً حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم ایک مرتبہ ان کے ہاں تشریف لائے تو بہت مسرور تھے اور فرمایا: اے عائشہؓ! کیا تم نے نہیں دیکھا کہ [أَبُو الْحَكَمِ أَذَىٰ عَلَىٰ النَّاسِ أَذَىٰ عَلَىٰ النَّاسِ أَذَىٰ عَلَىٰ النَّاسِ] آیا اور اسامہؓ اور ان کے والد زیدؓ کو دیکھا۔ ان دونوں پر چادر پڑی تھی جس سے وہ اپنے سروں کو چھپائے ہوئے تھے اور ان کے پاؤں کھلے تھے۔ اس نے کہا: یہ پاؤں ایک دوسرے کے ہیں (۷۵)۔ حضرت اسامہؓ کی رنگت سیاہ تھی اور والد گورے تھے (۷۶)۔ بعض لوگ حضرت اسامہؓ کے نسب میں شک کرتے تھے۔ اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مجزز مدلجیؓ کے قیافہ شناسی پر اظہارِ خوشی فرمایا۔

۲۔ بعض دفعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی صحابی کے اجتہاد پر سکوت فرمانے کے ساتھ مسکرا بھی دیئے۔

حضرت علیؓ نے یمن میں ایک بچے کا باپ ہونے کے تین دعویدار اشخاص کے درمیان قرعہ اندازی سے جو فیصلہ کیا تھا اس فیصلہ کا ذکر حضرت زید بن ارقمؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ مسکرائے یہاں تک کہ آپ کے دہن مبارک کی داڑھیں نمایاں ہو گئیں (۷۷)۔

حضرت عمرو بن العاصؓ کی روایت ہے کہ غزوہ ذات السلاسل کی سرد رات میں انہیں غسل کی

حاجت ہوگئی۔ وہ ڈرے کہ اگر غسل کر لیا تو وہ مرجائیں گے۔ انہوں نے تیمم کر کے ساتھیوں کو نماز پڑھا دی۔ بعد میں لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا:

؟gβq kbææ Ōe'v' ae knk' ætUÅ ^m

اے عمرو! تم نے حالت جنابت میں نماز پڑھا دی؟

حضرت عمرو بن العاصؓ نے غسل نہ کرنے کا سبب بیان کیا اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

[النساء ۴:۲۹] ۴Uōā. ūōq æ'ŋ æ#ŋ] æž ūōšĒĒĒĒ] qġŋŋŋ Yæ

اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ تم پر مہربان ہے۔

یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے اور کچھ نہ فرمایا (۷۸)۔

۳۔ بعض اوقات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی فعل صحابی پر صرف سکوت فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فعل کی نہ تکیر کی، نہ اس سے منع فرمایا اور نہ ہی اس فعل پر تبسم یا اظہارِ خوشی فرمایا۔ حضرت براء بن عازبؓ کی روایت میں ہے کہ صلح حدیبیہ (۶ھ) کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین کے درمیان قرار پانے والے صلح نامہ کی شرائط لکھی جانے لگیں تو حضرت علیؓ نے صلح نامہ کے اوپر لکھا: هذا ما کاتب علیہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس جملہ پر مشرکین نے اعتراض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ وہ یہ جملہ مٹا دیں۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا: میں اس کو مٹانے والا نہیں ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے وہ جملہ مٹا دیا (۷۹)۔

حضرت ابن عباسؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت میمونہؓ کے گھر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھنی ہوئی گوہ لائی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ یہ گوہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک پیچھے ہٹا لیا۔ حضرت خالدؓ نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا: ăe àŌm ūō àŌ'ŋæ Y: آہنیں، لیکن یہ میری قوم کی زمین پر نہیں ہوتی، لہذا مجھے اس سے کراہت محسوس ہوئی۔ حضرت خالدؓ نے اسے کھایا جبکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے (۸۰)۔

اصلاح: بعض اجتہادات صحابہؓ ایسے بھی تھے جن کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلاح فرمائی۔ مثلاً جنگل میں غسل حاجت کے لیے پانی نہ ہونے کی وجہ سے حضرت ابوذر غفاریؓ پانچ چھ دن تک بلا غسل نماز پڑھتے رہے۔ واپسی پر انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا۔ آپ نے پانی منگوا کر حضرت ابوذر غفاریؓ کو نہانے کا حکم دیا اور فرمایا:

۱ , qæ ] f ^E àn8%o †ZĀ oŷ çŒ Û×ŠŪŪ] òç • æ gn\_Ū] , nĀ' Ū]  
 -(۸۱)†nì ŪŪf á^E Ū , ×qā ä\$ŪŪŪŪ ŵ^ŪŪ]

مسلمان کے لیے پاک مٹی وضو کا ذریعہ ہے، خواہ دس سال بھی پانی نہ ملے اور جب پانی ملے تو اس کو اپنے بدن پر لگا لے۔ یہ بہتر ہے۔

اوپر بیان ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار بن یاسرؓ کو کہیں بھیجا۔ ان پر غسل فرض ہو گیا۔ پانی نہ ملا تو وہ خاک میں لوٹ پوٹ ہو گئے۔ واپس آ کر سارا واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا: [Óâ ŪnĒŌm á^33Ū^33ŪŪ]! تمہیں دونوں ہاتھوں سے اس طرح کرنا کافی تھا۔ پھر آپ نے دونوں ہاتھوں کو ایک بار زمین پر مارا۔ پھر دائیں ہاتھ کو بائیں پر ملا اور اپنے ہاتھوں کی پشت اور اپنے چہرے پر ملا۔ اس واقعہ میں حضرت عمار بن یاسرؓ نے یہ قیاس کیا کہ پانی سے غسل کے دوران سارا بدن دھویا جاتا ہے اور مٹی طہارت میں پانی کے قائم مقام ہے، اس لیے سارے جسم پر مٹی لگنی چاہیے۔ انہوں نے قیاس سے اجتہاد اس لیے کیا تھا کہ انہیں تیمم کا قرآنی حکم [المائدۃ ۶:۵] معلوم نہیں تھا۔ چونکہ منصوص حکم کی موجودگی میں مجتہد کے اجتہادی حکم کی کوئی حیثیت نہیں ہے اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمارؓ کی اصلاح فرما دی (۸۲)۔

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا حال تین اشخاص سے بیان کیا گیا۔ انہوں نے اسے کم خیال کرتے ہوئے کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برابری کیسے کر سکتے ہیں؟ آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا: میں رات بھر نماز پڑھوں گا۔ دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا۔ تیسرے نے کہا: میں نکاح نہیں کروں گا۔ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا:

Ÿç' æ oBŪŪ äŪ ŪŪ^i]æ ä#Ū ŪŪ^Zî ç opz ä#Ū]æ ^Ūæ [ , Ū æ ] , Ū Ūj×Ā àm, Ū] ŪjŪŪ  
 -oBŪŪ < nĒ ojb8% àĀ gĀ... àŪĒ ŵ^ŠŪŪ] tæ^ieæ , Ā...ææ o×' ææ †\_Ēææ

کیا تم لوگوں نے ایسی ایسی بات کہی ہے؟ اللہ کی قسم! میں اللہ تعالیٰ سے بہ نسبت تمہارے بہت زیادہ ڈرنے اور خوف کرنے والا ہوں۔ پھر بھی میں روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، نماز پڑھتا ہوں اور سوتا ہوں اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں۔ یاد رکھو! جو میری سنت سے روگردانی کرے وہ مجھ سے نہیں ہے۔

حضرت عدی بن حاتمؓ روایت کرتے ہیں کہ جب قرآن مجید کی آیت:

﴿البقرة ۲: ۱۸۷﴾

یہاں تک کہ [صبح کی] سفید دھاری [رات کی] سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے۔ نازل ہوئی تو میں نے سیاہ اور سفید دونوں رنگ کی رسیاں لے کر اپنے تکیہ کے نیچے رکھ لیں۔ میں رات کو دیکھتا رہا لیکن ان کا رنگ ظاہر نہ ہو سکا۔ صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور یہ بات بیان کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿...﴾

اس کا مطلب رات کی سیاہی اور صبح کی سفیدی ہے۔

عدم تصویب: صحابہ کرامؓ کے بعض اجتہادات ایسے بھی تھے جو عدالتِ نبویؐ میں شرفِ قبولیت نہ پاسکے۔ مثلاً حضرت خالد بن ولیدؓ نے بنو جذیمہ کو دعوتِ اسلام دی جو انہوں نے قبول کر لی مگر انہوں نے ”ہم مسلمان ہو گئے“ کے بجائے ”ہم نے اپنا دین چھوڑا“ کہا۔ حضرت خالدؓ نے انہیں قتل کر دیا۔ یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کیا گیا تو آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اٹھا کر دو مرتبہ فرمایا:

﴿...﴾

اے اللہ! میں خالد کے فعل سے بری ہوں۔

ایک لڑائی میں حضرت اسامہ بن زیدؓ اور ان کے ساتھیوں نے ایک شخصِ مرداس بن نہیک کو قتل کر دیا۔ جب وہ اسے قتل کرنے لگے تو اس نے کلمہ شہادت کہا لیکن حضرت اسامہؓ اور ان کے ساتھیوں نے نہ مانا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ معلوم ہونے پر فرمایا:

﴿...﴾

اے اسامہ! لا الہ الا اللہ کا کیا جواب دو گے۔

ایک صحابیہ سُبَّعَہؓ کے ہاں اپنے شوہر کی وفات کے کچھ دنوں بعد بچہ کی ولادت ہوئی۔ وضعِ حمل اور نفاس سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نے نکاحِ ثانی کرنا چاہا تو حضرت ابوالسنابلؓ نے انہیں کہا: بخدا تم نکاح نہیں کر سکتی جب تک تم پر چار ماہ دس دن نہ گزر جائیں۔ حضرت سبیحہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر استفسار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضعِ حمل کو انتہائے عدت قرار دیا اور حضرت سبیحہؓ کو نکاحِ ثانی کی اجازت دی (۸۷)۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوالسنابلؓ کی رائے کو صائب قرار نہ دیا۔

حاصل بحث

مندرجہ بالا بحث کا حاصل یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ حیاتِ نبویؐ میں صحابہ کرامؓ کو اجتہاد کی

اجازت تھی۔ اس دور میں اجتہادات صحابہؓ کی واقعاتی شہادتوں کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور، قریب اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اجتہاد کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کو اجتہاد کی تربیت دی، یہ اجتہادات نبویؐ حکم سے بھی وقوع پذیر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم الہی کے مطابق اپنے صحابہؓ کو مختلف امور میں شریک مشورہ بھی کیا۔ صحابہ کرامؓ نے بطور مشورہ جو رائے پیش کی وہ ان کے اجتہاد ہی کا نتیجہ ہوتی تھی۔ پیش آنے والے حالات میں ضروری و فوری مسائل کا شرعی حل معلوم کرنے کے لیے صحابہ کرامؓ نے از خود بھی اجتہاد کے طریقہ پر عمل کیا۔ حیات نبویؐ میں صحابہ کرامؓ کے اجتہادات سے متعلق روایات اُمت میں مقبول ہونے اور حد تواتر کو پہنچ جانے کی بنا پر وہ بالاتفاق قطعیت کا فائدہ دیتی ہیں۔

حیات نبویؐ میں صحابہ کرامؓ کے اجتہادات کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ بنی نوع انسانیت میں صحابہ کرامؓ ہی کے طبقہ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ ان کے بعض اجتہادات کو فقہ اسلامی کے دو بنیادی مآخذ یعنی قرآن اور سنت میں سے ایک ماخذ سنت کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔ یہ امتیاز و اعزاز انسانوں کے کسی اور طبقہ کو قیامت تک حاصل نہیں ہو سکتا۔ حیات نبویؐ میں صحابہ کرامؓ کے اجتہادات عدالت نبویؐ کی توثیق سے مشروط تھے۔ ان کے وہ اجتہادات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وقوع پذیر ہوئے یا آپ کے سامنے بیان کیے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی توثیق و تصویب فرمائی یا ان پر سکوت اختیار کیا تو ایسے تمام اجتہادات کو عدالت نبویؐ میں شرف قبولیت پا جانے کے بعد سنت تقریری کا درجہ حاصل ہو گیا۔ ایسے تمام واقعات اپنی نوعیت کے اعتبار سے صحابہ کرامؓ کے اجتہادات ہی ہیں لیکن فقہی و قانونی حیثیت سے وہ اب سنت تقریری میں داخل ہیں اور سنت تقریری سنت ہی کی ایک شکل ہے۔

نزول وحی کے ہر وقت امکان کے باوجود حیات نبویؐ میں اجتہادات صحابہؓ سے شریعت اسلامیہ کا یہ پہلو بھی اجاگر ہوتا ہے کہ وہ ہر حال میں مکلفین کے مصالح کی حفاظت چاہتی ہے۔ حفظ مصالح شریعت کے مقاصد میں سے ہے۔ اگر صحابہؓ کو اجتہاد کی اجازت نہ ہوتی اور انہیں ہر مسئلہ میں اور ہر جگہ پر وحی کی طرف رجوع کرنے کا حکم ہوتا تو ممکن تھا کہ ناگزیر اور ضروری حالات میں کئی انسانی مصالح کا حرج ہو جاتا۔ یہ حرج مقاصد شریعت سے متصادم ہے۔ اسی لیے حیات نبویؐ میں صحابہ کرامؓ کے اجتہادات ملتے ہیں، خواہ مجتہد صحابی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا یا آپ سے دور، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجتہد صحابی کو اجتہاد کا براہ راست حکم دیا تھا یا ایسا کرنے کا حکم نہیں







- ۷۔ ایک فرسخ تین میل کے برابر ہے: ملاحظہ ہو: حسین یوسف موسیٰ و عبدالفتاح السعیدی، الافصاح فی فقہ اللغة، مادہ ”رس خ“، ج ۲، ص ۱۲۵۲، (oUj %i | Yj 3AY] g]jÓ3U †3ZBQ 3Ö†3U ۱۲۵۲، تین میل تقریباً ۴۸۲۸۰۳ کلو میٹر کے برابر ہیں۔
- ۸۔ غزالی، المنحول من تعلیقات الأصول ص ۴۶۸
- ۹۔ ابو یعلیٰ، محمد بن الحسین الفراء (م ۴۵۸ھ)، [eOÉé, Ā3Ö] æoEé, Ā3Ö] (äiEÖ] Üç' ۸، ص ۱۵۹۰، (š m. èÖÜÜQ) 333Q] enet333Q] emç333Q] ۱۳۱۰ھ/۱۹۹۰ء۔ آمدی، الإحکام فی اصول الأحکام، ج ۴، ص ۴۰۷۔ شوکانی، ارشاد الفحول، ص ۴۳۰۔ زکشی، البحر المحيط فی اصول الفقہ، ج ۶، ص ۲۲۰
- ۱۰۔ ابن سعد، ابو عبداللہ محمد بن سعد (م ۲۳۰ھ)، الطبقات الكبرى، ج ۳، ص ۴۲۳، [æ†ne (...333' ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۸ء
- ۱۱۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل (م ۲۵۶ھ)، صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب قوله تعالیٰ: ویوم حنین..... ج ۲، ص ۶۱۸، قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱
- ۱۲۔ ابو یعلیٰ، العدة فی اصول الفقہ، ج ۸، ص ۱۵۹۰
- ۱۳۔ جصاص، ابوبکر احمد بن علی رازی (م ۳۷۰ھ)، اصول الجصاص 3E3Q] o33Q] SÜ3Q] 3E3Q] Üç' ç] Üç' ۲، ص ۳۷۵ و ما بعد، [æ†ne (enÜ-ÄQ] g]jÓQ] ۱۳۲۰ھ/۲۰۰۰ء
- ۱۴۔ آمدی، الإحکام فی اصول الأحکام، ج ۴، ص ۴۰۷
- ۱۵۔ حوالہ بالا ج ۴، ص ۴۰۷
- ۱۶۔ ابن حزم، الإحکام فی اصول الأحکام، ج ۵، ص ۱۳۲
- ۱۷۔ آمدی، الإحکام فی اصول الأحکام، ج ۴، ص ۴۰۷۔ ابوالحسین بصری، المعتمد فی اصول الفقہ، ج ۲، ص ۲۱۲ و ۲۲۳۔ ابن برہان فوری، الوصول الی الأصول، ج ۲، ص ۳۷۶۔ ارموی، صفی الدین، نہایة الوصول، ج ۸، ص ۳۸۱۶۔ شیرازی، التبصرة ص ۵۱۹۔ ارموی، سراج الدین محمود بن ابی بکر (م ۶۸۲ھ)، التحصیل من المحصول، ج ۲، ص ۲۸۴، [æ†ne (eÖ%at3Q] èS%3Q] Ü ۱۳۰۸ھ/۱۹۸۸ء۔ طوفی، شرح مختصر الروضة، ج ۳، ص ۵۸۹۔ شیرازی، اللمع، ص ۱۳۳۔ ابن عقیل، الواضح فی اصول الفقہ، ج ۵، ص ۳۹۱
- ۱۸۔ آمدی، الإحکام فی اصول الأحکام، ج ۴، ص ۴۰۷
- ۱۹۔ بخاری، صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب قوله تعالیٰ: ویوم حنین..... ج ۲، ص ۶۱۸
- ۲۰۔ ابن سعد، الطبقات الكبرى، ج ۳، ص ۴۲۳۔ بخاری، صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الأحزاب، ج ۲، ص ۵۹۱
- ۲۱۔ بخاری، صحیح البخاری، کتاب التیمم، باب هل ینفخ فی یدیه بعد ما یضرب..... ج ۱، ص ۴۸
- ۲۲۔ ابن حجر عسقلانی، شہاب الدین احمد بن علی (م ۸۵۲ھ)، فتح الباری شرح صحیح البخاری، [††fÖQ] èfm, ÜQ] ۱۳۰۰ھ+ [æ†ne (è†ÄÜQ] ۱، ج ۱، ص ۳۷۶
- ۲۳۔ شیرازی، التبصرة فی اصول الفقہ، ص ۵۲۰
- ۲۴۔ آمدی، الإحکام فی اصول الأحکام، ج ۴، ص ۴۰۹

- ۲۵- ارموی، صفی الدین، نهاية الوصول، ج ۸، ص ۳۸۲۲
- ۲۶- جصاص، ابوبکر احمد بن علی رازی (م ۳۷۰ھ)، احکام القرآن، ج ۱، ص ۳۷، سہیل اکیڈمی، لاہور پاکستان ۱۳۰۰ھ/۱۹۸۰ء
- ۲۷- ابوداؤد، سلیمان بن الاثعث سجستانی (م ۲۷۵ھ)، سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب اذا صلی خمساً، ج ۱، ص ۳۱۲، [..] (â'fôl ætne (enÛ-Ål) g'zôl) ۱۳۱۶ھ/۱۹۹۶ء
- ۲۸- حاکم نیشاپوری، المستدرک، کتاب الصوم، ج ۱، ص ۳۳۱- ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الصوم، باب القبلة للصائم، ج ۲، ص ۱۸۰- احمد بن حنبل، مسند احمد بن حنبل، ج ۱، ص ۵۲، ۲۱
- ۲۹- مسلم بن الحجاج، ابوالحسین قشیری (م ۲۶۱ھ)، صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب بیان ان اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف، ج ۲، ص ۶۹۷ وما بعد، [..] (â'fôl ætne (tÔÊl) ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء
- ۳۰- بخاری، صحیح البخاری، کتاب المحاربین من اهل الکفر و الردۃ، باب ماجاء فی التعریض، ج ۲، ص ۱۰۱۲
- ۳۱- حوالہ بالا، ابواب العمرة، باب الحج والنذر عن الميت.....، ج ۱، ص ۲۵۰
- ۳۲- مسلم، صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب قضاء الصیام عن الميت، ج ۲، ص ۸۰۴
- ۳۳- ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید قزوینی (م ۲۷۳ھ)، سنن ابن ماجہ (کتاب الصیام، باب من مات و علیہ صیام من نذر، ج ۲، ص ۳۵۳) [..] (â'fôl ætne (eÊtÅl) ۱۳۱۶ھ/۱۹۹۶ء
- ۳۴- نسائی، ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب (م ۳۰۳ھ)، سنن النسائی، کتاب مناسک الحج، باب الحج عن الميت الذی نذر ان یحج، ج ۵، ص ۱۲۳، [..] (â'fôl ætne eÊtÅl) ۱۳۱۶ھ/۱۹۹۶ء
- ۳۵- ابویوسف، یعقوب بن ابراہیم (م ۱۸۲ھ)، کتاب الآثار، ص ۱۲۴، [..] (â'fôl ætne (enÛ-Ål) g'zôl + eÊtÅl) جامع مسجد الحمدیث باغ والی، سانگلہ ٹل پاکستان
- ۳۶- بخاری، صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب بدء الأذان، ج ۱، ص ۸۵
- ۳۷- مسلم، صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب الامداد بالملائکة فی غزوة بدر.....، ج ۳، ص ۱۳۵۸
- ۳۸- ابن ہشام، ابومحمد عبدالملک بن ہشام (م ۲۱۳ھ یا ۲۱۸ھ)، السیرة النبویة، ج ۲، ص ۲۷۲، [..] (â'fôl ætne (eÊtÅl) ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء
- ۳۹- عبد الرزاق، ابوبکر بن ہمام صنعانی (م ۲۱۱ھ)، المصنّف، کتاب المغازی، واقعة الأحزاب و بنی قریظہ، ج ۵، ص ۳۶۷ و ۳۶۸، [..] (â'fôl ætne (enÛ-Ål) g'zôl ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء
- ۴۰- دارقطنی، سنن الدارقطنی، کتاب فی الأفضیة والأحكام، ج ۴، ص ۲۰۳
- ۴۱- بخاری، صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب اذا نزل العدو، ج ۱، ص ۴۲۷
- ۴۲- حاکم نیشاپوری، المستدرک، کتاب معرفة الصحابة، ج ۳، ص ۵۷۷- احمد بن حنبل، مسند احمد بن حنبل، ج ۵، ص ۳۶
- ۴۳- ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب الأحکام، باب الرجلان یدعیان فی خصّ، ج ۳، ص ۱۰۷- دارقطنی، سنن الدارقطنی، کتاب فی الأفضیة والأحكام، ج ۴، ص ۲۲۹
- ۴۴- دارقطنی، سنن الدارقطنی، کتاب فی الأفضیة والأحكام، ج ۴، ص ۲۰۳
- ۴۵- طبرانی، ابوالقاسم سلیمان بن احمد (م ۳۶۰ھ)، المعجم الأوسط، ج ۲، ص ۳۵۰، [..] (â'fôl ætne (enÛ-Ål) g'zôl + eÊtÅl

- ٤٦۔ ٢١٥/١٩٩٥ء (AntojQae) ḥ’te h’e (eeçj’Û) ḥ’j’Ù (Ù×SÙ xnv’3’ èfnt’Ù) àÙ Ü×œæ àn×Ã ä#Ù] ox’ ofBÙ] Ytu éð)te h’e (eeçj’Û) ḥ’j’Ù (Ù×SÙ xnv’3’ مسلم، ص ۲۳۹، ج ۴، ص ۱۲۳۹
- ٤٧۔ حاکم نیشاپوری، المستدرک، کتاب الاحکام، ج ۴، ص ۸۸۔ مزید ملاحظہ ہو: ابو داؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الأفضیة، باب کیف القضاء، ج ۲، ص ۵۰۸
- ٤٨۔ ابو داؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الأفضیة، باب اجتهاد الراى فى القضاء، ج ۲، ص ۵۱۰۔ دارمی، ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمن (م ۲۵۵)، سنن الدارمی، باب الفتیاء و مافیہ من الشدة، ج ۱، ص ۶۰، [gj’Ù]۔ اس حدیث پر علماء نے کلام کیا ہے۔ امام ترمذیؒ نے لکھا ہے کہ ہم اس حدیث کو نہیں جانتے مگر اسی سند سے۔ اس کی اسناد متصل نہیں ہیں (ترمذی، جامع ترمذی، ابواب الأحکام، باب ماجاء فى القضاى كيف يقضى، ج ۱، ص ۴۸۱)۔ امام ابن حزم نے لکھا ہے کہ یہ حدیث ساقط ہے، اس کے راویوں میں الحارث بن عمرو مجہول ہے۔ لہذا اس حدیث سے دلیل لینا درست نہیں ہے (ابن حزم، الإحکام فى اصول الأحکام، ج ۶، ص ۳۵)۔ ابوالحسین بصریؒ کہتے ہیں کہ امت نے اس حدیث کو قبول کیا ہے (ابوالحسین بصری، المعتمد فى اصول الفقه، ج ۲، ص ۲۱۳)۔ امام غزالیؒ نے فرمایا کہ امت نے اس حدیث کو قبول کیا ہے اور کسی نے اس حدیث میں طعن اور اس سے انکار نہیں کیا۔ جو حدیث ایسی ہو جس میں کوئی طعن نہ ہو اور کوئی اس کا انکار نہ کرے تو اس حدیث کے مرسل ہونے میں کوئی قباحت نہیں ہے بلکہ اس کی اسناد کے بارے میں بحث نہیں کی جائے گی (غزالی، المستصفی، ص ۲۹۳)۔ حافظ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ اس حدیث کی سند میں حارث بن عمرو ہیں جو اسے اصحاب حضرت معاذ بن جبلؓ میں سے کئی اشخاص سے نقل کرتے ہیں لیکن ان کا نام نہیں لیتے۔ یہ شہرت میں اور زیادہ ہے بہ نسبت اس کے کہ کسی ایک کا نام لیتے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ کے اصحاب کی شہرت علم و دین اور فضل و صدق خوب ظاہر ہے۔ ان کے اصحاب میں سے کوئی بھی متہم بالکذب نہیں ہے۔ کسی پر جرح نہیں ہے۔ وہ سب بہترین مسلمان تھے اور اہل علم کو اس بات میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس سے نیچے کے راوی شعبہ ہیں اور بعض ائمہ حدیث کا قول ہے کہ جس حدیث کی سند میں شعبہ ہوں، اسے دونوں ہاتھوں سے تھام لو (ابن قیم، شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر الجوزیہ (م ۵۱ھ)، اعلام المؤمنین عن رب العالمین، ج ۱، ص ۲۰۲، [èÄ’\_Ù] æ Antçj’Ù æ †ZB’Ù Ønr’Ù]۔
- ٤٩۔ جصاص، اصول الجصاص، ج ۲، ص ۲۲۷۔ مزید ملاحظہ ہو: ابوالحسین البصری، المعتمد فى اصول الفقه، ج ۲، ص ۲۲۲
- ٥٠۔ ابن ہشام، السیرة النبویة، ج ۲، ص ۲۳۳
- ٥١۔ احمد بن حنبل، مسند احمد بن حنبل، ج ۱، ص ۱۵۲۔ ابن کثیر، البوالفداء عماد الدین اسماعیل بن عمر (م ۷۷۷ھ)، البدایة و النہایة، ج ۵، ص ۱۰۷، المکتبہ القدوسیة، اردو بازار، لاہور پاکستان ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۴ء
- ٥٢۔ ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب الأحکام، باب القضاء بالقرعة، ج ۳، ص ۱۰۹
- ٥٣۔ بخاری، صحیح البخاری، کتاب الأحکام، باب امر الوالی اذا وجہ امیرین، ج ۲، ص ۱۰۶۳
- ٥٤۔ ابن ہشام، السیرة النبویة، ج ۴، ص ۸۳، ۱۴۳

- ۵۵۔ یہ قبائل لخم اور جذام سے جنگ تھی۔ یہ مقام وادی قرئی سے آگے ہے۔ اس کے اور مدینہ کے درمیان دس ایام کی مسافت ہے۔ جذام کے علاقے میں چشموں جنہیں سلسال کہا جاتا ہے، پر اترنے کے باعث اس غزوہ کو ذات السلاسل کا نام دیا گیا۔ ملاحظہ ہو: بخاری، صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة ذات السلاسل، ج ۲، ص ۶۲۵۔ ابن سعد، الطبقات الكبرى، ج ۲، ص ۱۳۱۔ ابن اثیر، ابو الحسن علی بن ابی المکرّم محمد بن محمد (م ۶۳۰ھ)، الکامل فی التاريخ، ج ۲، ص ۱۵۶، [۱۰۰ ...] ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء
- ۵۶۔ بخاری، صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة ذات السلاسل، ج ۲، ص ۶۲۵
- ۵۷۔ ابو داؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الطہارۃ، باب اذا خاف الجنب البرد ایتیمم، ج ۱، ص ۱۳۳
- ۵۸۔ بخاری، صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة سيف البحر، ج ۲، ص ۶۲۲ و ۶۲۵
- ۵۹۔ حوالہ بالا، کتاب الطب، باب النفث فی الرقية، ج ۲، ص ۸۵۵
- ۶۰۔ حوالہ بالا، کتاب المناسک، باب اذا صاد الحلال، ج ۱، ص ۲۴۵
- ۶۱۔ نسائی، سنن النسائی، کتاب الغسل، باب التیمم لمن یجد الماء بعد الصلوة، ج ۱، ص ۴۳۲
- ۶۲۔ ابو داؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الطہارۃ، باب الجنب یتیمم، ج ۱، ص ۱۳۲ و ۱۳۳
- ۶۳۔ بخاری، صحیح البخاری، کتاب صلوة الخوف، باب صلوة الطالب والمطلوب، ج ۱، ص ۱۲۹
- ۶۴۔ حوالہ بالا، کتاب التیمم، باب هل ینفخ فی یدیه، ج ۱، ص ۴۸
- ۶۵۔ ترمذی، صحیح الترمذی، کتاب تفسیر القرآن عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب و من سورة النور، ج ۱۲، ص ۴۲ وما بعد
- ۶۶۔ بخاری، صحیح البخاری، کتاب الذبائح، باب ما انهر الدم من القصب.....، ج ۲، ص ۸۲۷
- ۶۷۔ نسائی، سنن النسائی، کتاب البيوع، باب بیع الطعام قبل أن یتوفی، ج ۵، ص ۳۳۰
- ۶۸۔ احمد بن حنبل، مسند احمد بن حنبل، ج ۱، ص ۱۵۲۔ ابن کثیر، البدایة و النہایة، ج ۵، ص ۱۰۷
- ۶۹۔ ابن سعد، الطبقات الكبرى، ج ۳، ص ۴۲۳۔ بخاری، صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب اذا نزل العدو علی حکم رجل، ج ۱، ص ۴۲۷
- ۷۰۔ بخاری، صحیح البخاری، کتاب الطب، باب النفث فی الرقية، ج ۲، ص ۸۵۵
- ۷۱۔ حوالہ بالا، کتاب الطب، باب الشرط فی الرقية بقطیع من الغنم، ج ۲، ص ۸۵۴
- ۷۲۔ نسائی، سنن النسائی، کتاب الغسل، باب التیمم لمن یجد الماء بعد الصلوة، ج ۱، ص ۴۳۲
- ۷۳۔ بخاری، صحیح البخاری، کتاب صلوة الخوف، باب صلوة الطالب والمطلوب، ج ۱، ص ۱۲۹
- ۷۴۔ اس حدیث کا بقیہ مضمون یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ہانیؓ سے پوچھا: تمہارے کتنے بیچے ہیں؟ حضرت ہانیؓ نے عرض کی: شرح، عبد اللہ اور مسلم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ابو شرح ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے اور ان کے بچوں کے لیے دعا فرمائی۔ ملاحظہ ہو: نسائی، سنن النسائی، کتاب آداب القضاة، باب اذا حکموا رجلا فقضى بينهم، ج ۸، ص ۲۲۶، ۲۲۷
- ۷۵۔ بخاری، صحیح البخاری، کتاب الفرائض، باب القائف، ج ۲، ص ۱۰۰
- ۷۶۔ ابن حجر عسقلانی، شہاب الدین احمد بن علی (م ۸۵۲ھ)، فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج ۱، ص ۵۷،

- ٤٧- ابن ماجه، سنن ابن ماجه، كتاب الأحكام، باب القضاء بالقرعة، ج ٣، ص ١٠٩
- ٤٨- ابو داؤد، سنن ابى داؤد، كتاب الطهارة، باب اذا خاف الجنب البرد أيتيمم، ج ١، ص ١٣٣
- ٤٩- مسلم، صحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب صلح الحديدية فى الحديدية، ج ٣، ص ١٢٠٩، ١٢١٠
- ٨٠- بخارى، صحيح البخارى، كتاب الذبائح والصيد، باب الضب، ج ٢، ص ٨٣١
- ٨١- ابو داؤد، سنن ابى داؤد، كتاب الطهارة، باب الجنب يتيمم، ج ١، ص ١٣٢، ١٣٣
- ٨٢- بخارى، صحيح البخارى، كتاب التيمم، باب هل ينفخ فى يديه، ج ١، ص ٢٨
- ٨٣- حواله بالا، كتاب النكاح، باب الترغيب فى النكاح، ج ٢، ص ٤٥٤، ٤٥٨
- ٨٤- حواله بالا، كتاب الصوم، باب قوله تعالى كلوا واشربوا حتى يتبين ..... ج ١، ص ٢٥٤
- ٨٥- حواله بالا، كتاب المغازى، باب بعث النبى صلى الله عليه وسلم خالد بن وليد .....، ج ٢، ص ٦٢٢
- ٨٦- طبرى، ابو جعفر محمد بن جرير (م ٣١٠هـ)، تاريخ الأمم والملوك، ج ٣، ص ٩٩، [OÉQ]، ١٣٩٩هـ/١٩٤٩ء
- ٨٧- مسلم، صحيح مسلم، كتاب الطلاق، باب انقضاء عدة المتوفى عنها زوجها، وغيرها، بوضع الحمل، ج ٢، ص ١١٢٢ - بخارى، صحيح البخارى، كتاب الطلاق، باب واولات الأحمال اجلهن أن يضعن حملهن، ج ٢، ص ٨٠١، ٨٠٢

-----